

## 20153- صحیح بخاری میں شک کرنے والے کارو

سوال

میرے ایک شیعہ دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ :

ہم صحیح بخاری پر کس طرح اعتماد اور اس کے صحیح ہونے کا دعویٰ کریں حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی چار صدی بعد وجود میں آئے؟

پسندیدہ جواب

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات (256ھ) میں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے (245) سال بعد ہوئی، اور جیسا کہ آپ کے شیعہ دوست کا گمان ہے اس طرح نہیں، لیکن بات یہ ہے کہ جب جھوٹ اپنی اصلی جگہ سے نکلے تو اس پر تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ اس سے یہ ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کریں قطعی طور پر یہ مراد نہیں ہے ہم نے صرف اسے وضاحت کے لیے ذکر کیا ہے۔

اب رہایہ مسئلہ کہ ہم صحیح بخاری پر اعتماد کس طرح کر سکتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہی نہیں کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ :

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح بخاری میں بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات بیان نہیں کیں بلکہ اپنے شفہ شیوخ اور اساتذہ سے روایات بیان کی میں جو کہ حفظ و ضبط اور امانت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور اسی طرح کے سب روایی صحابہ کرام تک پہنچتے ہیں جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات بیان کرتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام بخاری کے درمیان کم از کم راویوں کی تعداد تین ہے۔

اور پھر صحیح بخاری پر ہمارا اعتماد اس لیے ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن راویوں سے روایات نقل کی ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اختیار میں انتہائی قسم کی چھان بین کی اور پھر ان سے روایت نقل کی ہے، اس کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک کوئی حدیث بھی صحیح بخاری میں درج نہیں کی جب تک کہ غسل کر کے دور کتعین پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس حدیث میں استغفار نہیں کریا، تو استغفار کرنے کے بعد وہ حدیث لکھتے تھے۔

تو اس کتاب کو لکھنے میں ایک لمبی مدت صرف ہوئی جو کہ سول سال پر محیط ہے، اور امت اسلامیہ نے اس کتاب کو قبول کیا اور اسے صحیح کا درجہ دیا اور سب کا اس کے صحیح ہونے اجماع ہے اور پھر بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت محدثہ کو ضلال اور گمراہی اکٹھا ہونے سے بچایا ہوا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم کے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ :

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد کتابوں میں سب سے صحیح کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہے، اور امت نے اسے قبول کیا ہے اور ان دونوں میں صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے جس میں صحیح مسلم سے زیادہ فوائد پائے جاتے ہیں۔ انتہی۔

اگر آپ اس شمیگی اور یا پھر راضی سے ان اقوال کے بارہ میں سوال کریں جو کہ اس کے بڑے بڑے علماء علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقر اور جعفر صادق رحمہم اللہ اور آل بیت وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ آیا کہ انہوں نے یہ اقوال ان سے بلا واسطہ سننے میں یا کہ وہ یہ اقوال سنوں کے ساتھ نقل کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب واضح ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان گمراہ لوگوں کی سندوں میں بہت بُراق پایا جاتا ہے ان گمراہ لوگوں کی سندوں میں آپ کوئی بھی ایسا راوی نہیں پائیں گے جس کی روایت پر اعتماد کیا جاسکے بلکہ ان کے سب کے سب راوی آپ کو ضعفاء اور کذابوں اور برجح کیے گے راویوں کی کتابوں میں ملیں گے۔

اور یہ رافضی جو دعویٰ پھیل رہا ہے سنت نبویہ میں طعن کا پیش نہیں ہے جو کہ ان کے مذهب کو باطل اور ان کے عقیدے کو فاسد قرار دیتی ہے، تو اس طرح کی گمراہیوں کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور چارہ بھی نہیں، لیکن یہ بہت دور کی بات ہے کہ اس میں وہ کامیاب ہو جائیں کیونکہ حق تواضع ہے اور باطل مضطرب اور پریشان ہو رہا ہے۔

پھر ہم سائل کو یہ نصیحت بھی کرتے ہیں \_اللہ تعالیٰ آپ کو توفین دے۔ کہ آپ یہ کوشش کریں کہ آپ اس قسم کے لوگوں سے دوستی لگائیں جو اصل سنت و اصل حدیث ہوں اور بدعتیوں سے لگاؤ نہ رکھیں اور نہ ہی ان اپنے حلقوں میں شامل کریں، ان لوگوں سے دوستیاں لگانے سے علماء کرام نے بچپن کو کہا ہے اس لیے کہ اس وقت کسی کا پہچھا بھی نہیں چھوڑتے جب تک کہ مختلف قسم کے حیلوں اور ملمع سازی کے ذریعے اسے گمراہ کر کے حق سے دور نہ کر دیں۔

بہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور آپ کے لیے سنت پر چلنے اور بدعت اور بدعتیوں سے دور رہنے کی توفین طلب کرتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔